اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵۱

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند [illegible]

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند [illegible]

جلد ۲۰	مطابق ۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۱ھ	یوم پنجشنبہ	مورخہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۳۲ء	نمبر ۱۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ڈلہوزی میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہے ٭

خاندانِ نبوت میں ہمہ وجوہ خیریت ہے ٭

دھاریوال کلب اور جامعہ احمدیہ کے درمیان ۲۲- جولائی کو ہاکی کا میچ ہوا۔ جس میں جامعہ احمدیہ کامیاب رہا ٭

۲۴- جولائی کو اچھی بارش ہوئی ٭

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مسیح موعود کے زمانہ میں درازیٔ عمر کا راز

(فرمودہ ۲۶- جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

"احادیث میں جو آیا ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں عمریں لمبی ہو جائیں گی۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ موت کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا۔ اور کوئی شخص نہیں مرے گا۔ بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ مالی۔ جانی نصرت میں اس کے مخلص احباب ہونگے۔ اور خدمتِ دین میں لگے ہوئے ہونگے۔ ان کی عمریں دراز کر دی جائینگی اس واسطے کہ وہ لوگ نفع رساں وجود ہونگے۔ اور اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ۔ یہ امر قانونِ قدرت کے موافق ہے۔ کہ عمریں دراز کر دی جائینگی۔ اس زمانہ کو جو دراز کیا ہے۔ یہ بھی اس کی رحمت ہے۔ اور اس میں کوئی خاص مصلحت ہے" ٭

(الحکم ۱۷- اگست سنہ ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

آنریبل چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کو مبارکباد

۱۱ جولائی جماعت احمدیہ کنانور نے اپنے ایک خاص اجلاس میں متفقہ طور پر حسب ذیل ریزولیوشنز پاس کئے:- (۱) جماعت احمدیہ کنانور نے آنریبل چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں ممبر مقرر ہونے کی خبر کو نہایت مسرت سے سُنا۔ جماعت احمدیہ کنانور اس اعزاز پر چودھری صاحب موصوف کو دلی مبارکباد عرض کرتی ہے۔

(۲) سکرٹری جماعت احمدیہ کو ہدایت کی گئی۔ کہ اس ریزولیوشن کی ایک نقل چودھری صاحب موصوف۔ الفضل قادیان اور سن رائز لاہور کو روانہ کی جائیں:۔ سکرٹری جماعت احمدیہ کنانور (ملابار)

ایک خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ لکھنؤ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا یکم جولائی کا وُہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ جو حضور نے ملک سے فتنہ وفساد کی رُوح کو کچلنے کی ضرورت پر فرمایا تھا ٹریکٹ کی شکل میں شائع کیا ہے۔ احمدیہ جماعتوں کو اس کی کثرت سے اشاعت کرنی چاہیئے:۔

انصار اللہ کا ایک تبلیغی وفد

اشتداد گرمی اور لُو کا زمانہ گزرتے پر انصار اللہ کا کام پھر شروع کر دیا گیا ہے۔ ۱۷ جولائی بروز اتوار حافظ مختار احمد صاحب مختار کے مکان پر اکثر احباب جماعت اکٹھے ہوئے۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مہتمم تبلیغ علاقہ یو۔ پی نے دُعا کی۔ اور انصار اللہ بعزم تبلیغ روانہ ہوئے:۔ خاکسار (حافظ) سخاوت علی۔ شاہجہانپور:۔

امتحان میں کامیابی

عزیز عبدالرحیم شبلی سلمہ اللہ تعالیٰ نے امسال بی کام کا پہلا امتحان بامتیاز پاس کیا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ عزیز اپنے کالج میں اکیلا احمدی ہے۔ سکینۃ النساء۔ قادیان۔

تمغۂ اعزازی

انجمن خدام الاسلام راولپنڈی نے بتقریب سعید یوم ولادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منشی محمد یوسف صاحب احمدی کو اُن کے خوشخط (خوشنویسی) کے اعزاز میں تمغہ عطا فرمایا:۔

ایم مختار احمد ایاز بی۔ اے۔ راولپنڈی

درخواست دُعا

عاجز آج کل چند ایک مشکلات میں مبتلا ہے۔ احباب سے درخواست ہے۔ دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہر شر سے بچائے۔ (خاکسار انشاء اللہ خان گوندی)

اعلان نکاح

۱۔ ۱۰۔ جولائی ۱۹۳۲ء کو رقیہ بیگم بنت بابو محمد افضل صاحب ٹھیکیدار سکنہ گوجرانوالہ کا نکاح ماسٹر عبدالحمید پسر مولوی عبدالرحمٰن صاحب سکنہ بھینی کے ساتھ مبلغ ایکہزار روپیہ مہر پر حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے مبارک کرے:۔ خاکسار فضل الٰہی قریشی گوجرانوالہ:۔

۲۔ مورخہ ۱۹۔ جولائی ۱۹۳۲ء کو بعد نماز عصر مولوی یوسف شاہ صاحب کاشمیری۔ مولوی فاضل کا نکاح مسماۃ آمنہ بیگم صاحبہ بنت سید محمود عالم شاہ صاحب ہیڈ کلرک دفتر محاسب سے ۳۰۰ روپیہ مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے:۔ خاکسار محمد نذیر قریشی۔ قادیان:۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے مجھے ۴۔ جولائی ۱۹۳۲ء کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ سب بھائی دُعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے۔ اور نیک ہو۔ خاکسار اللہ رکھا لاہور

حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح کیلئے درخواست دعا

حضرت مولوی شیر علی صاحب کے ایک مکتوب سے جو اُنہوں نے ۲۲ جولائی کو لاہور سے لکھا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے حرم ثانی کی طبیعت ابھی تک ناساز ہے۔ احباب درد دل کے ساتھ ان کی صحت یابی کے لئے دُعا کریں۔ اور مسلسل کرتے رہیں:۔

نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی امۃ النصیر سلمہا اللہ بھی بیمار ہیں۔ ان کے لئے بھی دُعا کی جائے:۔

دعائے مغفرت

۱۔ خدیجہ خاتون بنت حکیم مولوی سجاد حسین صاحب جو بابو محمد عثمان صاحب لکھنوی کی حقیقی بھتیجی ہیں۔ مورخہ ۱۱۔ جولائی کو اپنے مولا حقیقی سے جا ملیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ کی شادی ہوئے ابھی ایک سال کا عرصہ ہوا تھا۔ مرحومہ اعلےٰ اخلاق کی مالکہ تھی۔ احباب مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحومہ کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے

۲۔ چوہدری اے۔ کے اعظم علی خاں صاحب احمدی چک نمبر ۱۲۷ ہلول پور کی اہلیہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت فرما کر مشکور فرمائیں۔ عبدالرحمٰن احمدی

کشمیر کمیٹی کی مالی امداد کے متعلق احباب اپنی کوششیں سرگرمی سے جاری رکھیں:۔

دینی خدمت کے لئے آنریری کارکنوں کی ضرورت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بہت سے وعدے جن کی نسبت ہمیں خیال تھا۔ کہ آئندہ آنے والی قسمت نسلیں ان کو پُورا ہوتے دیکھیں گی۔ وُہ ہماری آنکھوں کے سامنے پُورے ہو رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اور اس رحیم وکریم کی دین ہے۔ ہم میں کوئی خوبی نہیں۔ اس رحیم وکریم ہستی کے فضلوں اور احسانوں کے سامنے شرم سے ہماری گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہُوئی کرم فرمائیوں کا اہل بنائے۔ اور ہمیں وہ جذبہ ایثار اور وفاداری عطا فرمائے۔ جس کو دیکھ کر دُنیا کی حیران ہوں۔ اور ہمارا آقا خوش ہو:۔

لیکن اس غیر معمولی ترقی کے ساتھ ساتھ ہماری ذمہ داریاں اور ضروریات بھی بڑھ رہی ہیں کیونکہ ہم لوگ جو اس وقت قادیان میں کام کر رہے ہیں۔ اس بات کو زور سے محسوس کر رہے ہیں۔ کہ باوجود کوشش کے ہم ان تمام فرائض کی ادائگی سے عہدہ برآ نہیں اس لئے وُہ تمام احباب جو پنشنیں لے کر گورنمنٹ سروس سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی فارغ البالی عطا کی ہے۔ کہ بلا تکلف اپنا وقت کلی یا جزئی طور پر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خدمت اسلام کے لئے دے سکیں۔ اپنے اسمائے گرامی ارسال کر کے بندہ کو ممنون فرمائیں:۔

ایسے اسماء کے پہونچنے پر مناسبت اور اہلیت کو مدنظر رکھتے ہُوئے دین کی ضروری خدمات ان کے سپرد کی جائیں گی۔ اور ایک انتظام کے ماتحت کام تقسیم کیا جائے گا:۔

کوشش تو یہی ہونی چاہیئے۔ کہ زندگی کے چند ایام جو اس دُنیائے دُوں کی کشاکش سے بچ گئے ہیں۔ دیار محبوب میں گزارے جائیں۔ لیکن جو احباب کسی مجبُوری یا مصلحت کے باعث ابھی اپنے وطن کو نہ چھوڑ سکتے ہوں۔ وُہ بھی اپنے نام بھیجدیں۔ ایسے احباب سے اُن کے علاقہ میں ہی کام لیا جائے گا:۔

جو دوست اس سے قبل کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت مفید سے مفید کام کیا ہے۔ تاہم نظام جماعت یہ چاہتا ہے۔ کہ وُہ بھی اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ اور جو خدمت وُہ بجا لا رہے ہیں۔ اس کا بھی ذکر فرمائیں۔ مشکور ہونگا:۔

ناظر اعلےٰ قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

ہز ایکسیلنسی سر سکندر حیات خانصاحب قائم مقام گورنر پنجاب

حکومت کا تدبّر اور ہز ایکسیلنسی کی اعلیٰ شخصیت

تقرر کی اہمیت

ہز ایکسیلنسی کپتان سردار سکندر حیات خان صاحب کا منصب گورنری پر عارضی تقرر اگرچہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ نہیں۔ اس سے قبل تین ہندوستانی اصحاب کو یہ اعزاز حاصل ہو چکا ہے۔ یعنی لارڈ سنہا بہار اُڑیسہ کے مستقل گورنر مقرر کئے گئے تھے۔ مسٹر تامبے کو سی۔ پی میں۔ اور نواب صاحب چھتاری کو یو۔ پی میں قائم مقام گورنر بنایا گیا تھا۔ لیکن ان صوبوں کی نوعیت چونکہ پنجاب سے بالکل مختلف ہے۔ اور پنجاب اپنے خاص حالات کی وجہ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے سردار سکندر حیات خاں صاحب کے تقرر کو خاص امتیاز حاصل ہے اور اس تقرر کو نہ صرف پنجاب میں۔ بلکہ تمام ملک میں اور نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ تمام دوسری ہندوستانی اقوام میں بے حد پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ اور اس پر بڑی خوشی کا اظہار کیا گیا ہے۔

تقرر کی موزونیت

عام پسندیدگی سے ایک طرف تو یہ ظاہر ہے کہ حکومت نے اس بارے میں قابلِ تعریف تدبّر اور دور اندیشی سے کام لیا ہے۔ اور ان روکاوٹوں کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے جو محض تنگدلی کی وجہ سے اینگلو انڈین اور انڈین سول سروس کے ایک طبقہ کی طرف سے پیدا کی جا رہی تھیں۔ ایک ہندوستانی کو پنجاب کی گورنری پر مقرر کر دیا ہے۔ دوسری طرف ہز ایکسیلنسی سردار سکندر حیات خاں صاحب کی قابلیت۔ ان کی ہر دلعزیزی اور ان کی شخصیت کے متعلق تمام اقوام کے اعتماد کا بھی اظہار ہوتا ہے اس وقت بدقسمتی سے سارے ہندوستان میں اور خاصکر پنجاب میں جو فرقہ وارانہ اختلافات رونما ہیں۔ اور جس بے تدبیری اور غیر دانشمندی سے روز بروز ان میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے خطرہ تھا۔ کہ عہدہ گورنری پر کسی ہندوستانی کا تقرر کسی فرقہ کی طرف سے تنگدلی اور تنگ ظرفی کے اظہار کا باعث نہ ہو۔ لیکن خوشی کی بات ہے۔ کہ شدید فرقہ وار اختلافات کے باوجود موجودہ تقرر پر عام اظہارِ خوشی کیا گیا ہے۔ جس کا باعث یقیناً حکومت کا تدبّر اور قائم مقام گورنر کی شخصیت ہے۔

تقرر کی وجہ

اگرچہ حکومت پنجاب میں اپنی خدمات کے لحاظ سے سردار سکندر خاں صاحب ہی سینیئر تھے۔ اور اس لحاظ سے بھی ان کا حق فائق تھا۔ کہ جب عارضی طور پر گورنری کا عہدہ خالی ہو رہا ہے تو انہیں اس پر فائز کیا جائے۔ لیکن ان کی تقرری صرف اسی بناء پر نہیں ہے۔ جیسا کہ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" نے لکھ دیا ہے۔ کہ گورنر دول کا تقرر میعاد ملازمت پر منحصر نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو اس وقت تک کئی غلط انتخاب ہو گئے ہوتے؟ بلکہ اس کا باعث محض وہ قابلیت۔ اور مدبّرانہ طریق عمل ہے جس کا ثبوت سردار صاحب موصوف نے دوران ملازمت میں دیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی درست نہیں۔ کہ حکومت نے یہ تقرر اس لئے کیا ہے۔ کہ سردار سکندر حیات خانصاحب مسلمان ہیں۔ اور حکومت اس طرح مسلمانان پنجاب کو ممنونِ احسان بنانا چاہتی ہے۔ اس کی تردید خود غیر مسلم حلقے کر رہے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" (۲۲۔ جولائی) لکھتا ہے:-

"کپتان سردار سکندر حیات خاں کے تقرر کو مسلمان کا تقرر کہنا پرلے درجہ کی بے وقوفی ہے۔ کیونکہ انہیں اس لئے گورنر نہیں بنایا گیا۔ کہ وہ مسلمان ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اس عہدہ کے قابل سمجھے گئے ہیں"

بہرحال اتنے بڑے اعلےٰ منصب کے متعلق حکومت کے فیصلہ کو جو پسندیدگی حاصل ہوئی ہے۔ وہ بالکل بے نظیر ہے۔ حکومت نے بہت سے قلوب کو مسخر کر لیا ہے۔ اور کئی قسم کے شکوک و شبہات کا بہ احسن طریق ازالہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ یہ تقرر نہ صرف اپنے مختصر سے عرصہ کے لئے نہایت کامیاب ہوگا۔ بلکہ اس تجربہ کو اور زیادہ وسیع اور مستقل بنانے کا بھی باعث ہو سکے گا۔

قائم مقام گورنر کے خاندانی حالات

آنریبل کپتان سردار سکندر حیات خاں صاحب پنجاب کے اس اعلےٰ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کے بہت سے اصحاب اعلےٰ مناصب پر مقرر ہیں۔ اور جو حکومت برطانیہ کے لئے نہایت اعلےٰ خدمات بجا لاتا رہا ہے۔ آپ کے دادا سردار کرم خاں صاحب جنرل نکلسن کے ہمراہ لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ اور ۱۸۴۸ء میں سوار اور پیادہ فوج فراہم کر کے راولپنڈی کے پار درہ مرگلا کی حفاظت میں امداد کی تھی۔ ان کے لڑکے سردار محمد حیات خاں صاحب جو اپنی قابلِ قدر خدمات کی وجہ سے بعد میں خان بہادر نواب محمد حیات خاں۔ سی۔ آئی۔ ایس ہوئے۔ اپنے سپاہیوں کو لے کر ایبٹ صاحب کے ساتھ شامل ہوئے۔ اور سکھوں کی لڑائیوں کے خاتمہ تک ان کی مدد میں سکھوں سے لڑتے رہے۔ ۱۸۵۷ء میں جنرل نکلسن جب پشاور کے ڈپٹی کمشنر بنائے گئے۔ اور غدر ہوا۔ تو نواب محمد حیات خاں صاحب نے جنرل نکلسن کی درخواست پر باغیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آفریدیوں کی ایک فوج فراہم کی۔ اور جب جنرل نکلسن سفری فوج کے کمانڈر مقرر ہوئے۔ تو انہوں نے نواب محمد حیات خاں صاحب کو اپنا ایڈیکانگ نامزد کیا۔ اور انہوں نے ہوتی مردان وغیرہ میں شاندار خدمات سرانجام دیں۔

جنرل نکلسن سے وفاداری

جب جنرل نکلسن کی فوج دہلی میں شورش کو فرو کرنے کیلئے متعین ہوئی۔ تو سردار محمد حیات خاں باغیوں کے محاصرہ کے دوران میں جنرل موصوف کے ہمراہ ہو کر لڑتے رہے۔ اور کئی دفعہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر انہوں نے جنرل نکلسن کی جان بچائی۔ آخر جب جنرل نکلسن گولی سے زخمی ہوئے۔ تو سردار صاحب موصوف نے نہایت جان نثاری سے ان کی آخری دم تک خدمت سرانجام دی کہا جاتا ہے۔ کہ اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں جنرل نکلسن نے اپنے خون سے ایک چٹھی لکھی۔ جس میں سردار صاحب موصوف کی شاندار خدمات کا ذکر کیا۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ یہ چٹھی ہز ایکسیلنسی سردار سکندر حیات خاں صاحب کے خاندان میں ابھی تک محفوظ چلی آتی ہے۔ سردار صاحب ممدوح کی خدمات کے عوض ان کی پنشن مقرر کی گئی۔ اور ایک خلعتِ فاخرہ دی گئی۔ بعد میں پنشن میں اضافہ کیا گیا سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے وفات پائی۔

تعلیم و خدمات

ہز ایکسیلنسی کپتان سردار سکندر حیات خاں صاحب ۵ جون سنہ ۱۸۹۲ء میں اپنے آبائی وطن واہ ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ آپ نے محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج علی گڑھ اور یونیورسٹی کالج لنڈن میں تعلیم پائی۔ گزشتہ جنگِ عظیم کے آغاز میں آپ آنریری اسسٹنٹ ریکروٹنگ افسر مقرر کئے گئے۔ بعد میں آپ کو پنجابی رجمنٹ میں کمیشن دیا گیا۔ اور آپ نے تمام جنگ کے دوران میں زیادہ تر شمال مغربی سرحد پر نہایت اعلیٰ خدمات سرانجام دیں۔ جنگ کے بعد دو دفعہ آپ پنجاب کونسل کے بلا مقابلہ ممبر منتخب ہوئے۔ سنہ ۱۹۲۶ء میں آپ پولیس کے تحقیقاتی کمیشن کے غیر سرکاری ممبر مقرر کئے گئے مقامی کونسل کی طرف سے پراونشل سائمن کمیٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔ اور کمیٹی کے اتفاق رائے سے آپ کو صدر منتخب کیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۰ء سے لے کر گورنر پنجاب کی اگزکٹو کونسل کے رکن مقرر کئے جانے تک آپ آنریری مجسٹریٹ درجہ اول رہے۔ اور گیارہ کمپنیوں کے ڈائرکٹر تھے۔ سنہ ۱۹۲۹ء میں آپ تین ماہ کے لئے پنجاب گورنمنٹ کے قائم مقام ریونیو ممبر مقرر ہوئے۔ اور دو سال ہوئے۔ اس عہدہ پر مستقل ہو گئے۔

گویا حکومت کے نظم و نسق کے متعلق آپ کو پورا پورا تجربہ حاصل ہے۔ اور آپ کی شخصیت گورنری کی ذمہ داریاں اٹھانے کے لئے ہر طرح موزون ہے۔

مبارکباد

ہم اس اعزاز پر مکرر اُن کی خدمت میں ہدیۂ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور ان کے عارضی تقرر کو نیک فال یقین کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ انہیں ملک و قوم کی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا کرے۔

مُصلحِ ربّانی کی ضرورت

مسلمان تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انبیاء کی بعثت کی غرض لوگوں کو ضلالت اور گمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم کی طرف راہ نمائی کرنا ہوتا ہے۔ اور ہر ایسے موقعہ پر جب ضلالت انتہاء کو پہونچ گئی۔ خدا تعالےٰ انبیاء مبعوث کرتا رہا ہے۔ چنانچہ اخبار "الامان" (۱۷-جولائی) لکھتا ہے:-

"تاریخ عالم کا ایک روشن ورق ہے۔ کہ جب دُنیا اوہام سے قریب تر اور حقائق سے زیادہ دُور ہو جاتی ہے۔ تو منجانب اللہ کوئی ریفارمر مصلح۔ اور قائدِ اعظم ملک و قوم کی ہمدردی کا جذبہ اپنے اندر لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ کہ ملک اور قوم کو اس مرکز پر لے آئے۔ جہاں ملک ملک اور قوم قوم کہلانے کی مستحق بن سکے۔ اسی طرح جب بنی نوع انسان اپنے معبودِ حقیقی سے دور اور خداوندان حجاز سے قریب تر ہو کر ضلالت و گمراہیوں۔ بدعات جہالت و تباہیوں کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ تو یقیناً کوئی نبی مبعوث ہوتا ہے۔ اور وُہ بندگانِ خدا کو خدا سے قریب۔ اور قریب تر کرنے کی سعی میں ایک ایک لمحہ صرف کر دیتا ہے"۔

اس کے ساتھ ہی اس بات کا بھی اقرار کیا جاتا ہے۔ کہ موجودہ زمانہ گمراہی اور بے دینی کے لحاظ سے ازمنہ ماضیہ سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ مسلمان کہلانے والے اسلام سے بالکل ناواقف ہو چکے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہا جاتا ہے۔ کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اب کسی مصلح ربانی کو نہیں بھیجا جائے گا۔

یہ صریح طور پر خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ کا انکار اور اپنی بدقسمتی پر مُہر لگانا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ مبارک ہیں وُہ جو آپ کے ذریعہ نورِ ہدایت پانے والے ہیں۔

اچھوتوں سے ہندوؤں کا ناروا سلوک

ہندو خواہ ہزار ذات پات توڑک سبھائیں بنائیں۔ اور اچھوتوں کی ہمدردی کے خواہ کتنے دعوے کریں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کہ ہندو اور اچھوت ایک ہوسکیں۔ ایک ہونا تو بڑی بات ہے۔ یہ بھی ممکن نہیں۔ کہ اچھوت اقوام کے لوگوں کو انسان ہی سمجھ سکیں۔ ان حالات میں آریوں کا یہ کہنا اور لکھنا۔ کہ "ہندو اور وُہ (اچھوت) اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ گئے ہیں۔ کہ وُہ دونوں ایک ہی جسم کے ضروری حصے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوسکتے"۔ (ریفارمر ۱۷-جولائی) محض ایک خوشکن خیال ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

آج کل آریوں نے عام کنوؤں پر اچھوت اقوام کے لوگوں کو چڑھا کر پانی بھروانا اچھوتوں کے لئے کمال سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ صاف برتن کے ساتھ کسی کا پانی بھر لینا بالکل معمولی بات ہے اور کوئی تہذیب و شرافت سے بہرہ رکھنے والا انسان کسی پیاسے کو پانی لینے سے منع نہیں کرے گا۔ لیکن آریوں کو اس میں بھی سخت ناکامی ہو رہی ہے۔ اور کئی جگہ بے چارے اچھوتوں کو خواہ مخواہ راسخ الاعتقاد ہندوؤں کے ہاتھوں پٹنا پڑ چکا ہے۔ اخبار "پرتاپ" (۲۰-جولائی) لکھتا ہے:-

"کچھ اچھوت دچھووالی میں ہرکشن کی پوڑیوں کے قریب کنوئیں پر گئے۔ اور وہاں سے پانی بھرنا چاہا۔ کچھ تنگ خیال آدمیوں نے مزاحمت کی۔ اور کہا۔ کہ ہم پانی نہیں بھرنے دیں گے۔ اس پر بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے۔ ہر چند لوگوں نے ان دھرم کے ٹھیکیداروں کو سمجھایا۔ لیکن وُہ نہ مانے"۔

دراصل آریہ سماجی بھی اچھوتوں کے ساتھ زبانی جمع و خرچ ہی کر رہے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں وُہ خود بھی اس کے لئے تیار نہیں کہ ان لوگوں کو اپنے مساوی درجہ دیں۔ اور ان سے انسانیت کا سلوک کریں۔ چنانچہ ۱۸-جولائی کو مدراس میں اچھوت ادھار کے سلسلہ میں آریہ سماج مندر میں ایک جلسہ زیر صدارت مسٹر کے۔ ننگیشور ہوا۔ جس میں پریذیڈنٹ نے تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"ہمارا قول و فعل ایک نہیں ہے۔ ہم کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ ہم نے آدرش تو اعلےٰ ترین قائم کر رکھے ہیں۔ مگر ہم چھوت چھات کو برداشت کرتے ہیں"۔ (پرتاپ ۲۰-جولائی)

یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ اس وقت تک اچھوتوں سے متعلق کوئی مفید اصلاح نہیں کر سکے۔ اور نہ کر سکتے ہیں۔

کشمیری پنڈتوں کو بیرونی ہندوؤں کی امداد

ہندوؤں کی طرف سے مسلمانانِ کشمیر کا سب سے بڑا جرم یہ قرار دیا جاتا ہے۔ کہ وُہ بیرون ریاست کے مسلمانوں سے کسی قسم کی امداد کیوں حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ وُہ اپنی مظلومیت اور بے بسی کی وجہ سے اس بات کے مستحق تھے۔ کہ مسلمانان ہند کو اپنی امداد کے لئے بُلاتے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ قانون اور ضابطہ کے اندر جس قدر بھی مدد کر سکیں۔ کریں۔ لیکن اب ہندو اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کشمیر کے ہندو پنجاب کے مشہور ہندو لیڈروں سے یہ مشورے کر رہے ہیں۔ کہ کس طریق سے مسلمانوں کو ان حقوق سے محروم رکھیں۔ جو بہت بڑی قربانیوں کے بعد ریاست نے دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ "پرتاپ" (۲۱-جولائی) لکھتا ہے:-

"کشمیری پنڈتوں نے فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اپنے مطالبات کے متعلق میموریل کو وزیر اعظم کے سامنے پیش کرنے سے پہلے پنجاب اور ہندوستان کے چند لیڈروں سے مشورہ لیا جائے چنانچہ بتایا جاتا ہے۔ کہ میموریل راجہ نریندر ناتھ کے پاس لاہور بھیج دیا گیا ہے"۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس وقت بیرونی ہندو ہی ریاستی ہندوؤں کو ریاست کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کر رہے ہیں اور اس کے لئے خفیہ اور علانیہ ہر قسم کی امداد دے رہے ہیں ورنہ ہندوؤں کی کیا طاقت ہے۔ کہ ریاست کے صریح اعلان کے باوجود نئی اصلاحات میں رخنہ اندازی کریں۔ اور قانون شکنی کر کے بدامنی پھیلائیں۔۔ ریاست کے ذمہ دار حکام کو یہ بات خاص طور پر مدنظر رکھنی چاہیئے۔ اور کشمیری پنڈتوں کی کسی قسم کی شورش کو مسلمانوں کے حقوق کے خلاف کوئی وقعت نہ دینی چاہیئے۔

مسئلہ ختم نبوت اور اجماع امت محمدیہ

مسیح موعود کی بعثت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت جب دعویٰ نبوت فرمایا۔ اور دنیا میں یہ اعلان کیا کہ وہ مسیح جس کی انتظار میں امت محمدیہ چشم براہ تھی۔ میں ہی ہوں تو جیسا کہ آثار میں لکھا تھا علماء آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے منجملہ ان دلائل کے جو انہوں نے اس مامور من اللہ کے خلاف پیش کرنے شروع کئے۔ ایک یہ بھی دلیل دی کہ اجماع امت اس امر پر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن مرزا صاحب نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جو قطعاً قابل اعتبار نہیں۔ ہر چند وہ خود ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے۔ مگر انہیں یہ خیال نہ آیا کہ اس دلیل کا پہلا نشانہ خود ان کا عقیدہ ہے۔

اس اعتراض کی کمزوری اس سے عیاں ہے۔ کہ امت محمدیہ کے اکابر اور علماء اسبات کے قائل رہے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ کے اتباع میں سے نبی بن سکتا ہے ؛

پہلی شہادت

چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی جو صوفیائے کرام میں شیخ اکبر کہلاتے ہیں۔ اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں

فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انما ھی النبوۃ التشریع لا مقامھا فلا شرع یکون ناسخاً لشرعہ ولا یزید فی شرعہ حکماً آخر وھذا معنے قولہ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی (جلد ۲)

یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد مطلقاً نبوت کا دروازہ بند نہیں۔ بلکہ ایسا نبی ممنوع ہے۔ جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور یہی معنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی کہ نبوت و رسالت منقطع ہو چکی اب میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا مطلب یہ کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو میری شریعت کے علاوہ کوئی نئی شریعت لائے ہاں اس شریعت کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے انبیاء آسکتے ہیں

ملا علی قاری کی گواہی

ملا علی قاری صاحب اپنی کتاب موضوعات میں لکھتے ہیں

فلا ینا قض قولہ تعالے خاتم النبیین اذ المعنیٰ انہ لا یاتی نبی بعدہٗ ینسخ ملتہٗ ولم یکن من امتہ (ص ۵۹-۵۸) یعنے خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ ایسا نبی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ جو آپ کی شریعت کو تبدیل کرے۔ ہاں ایسا نبی آسکتا ہے۔ جو آپ کی شریعت کے تابع ہو۔

مجمع البحار کا حوالہ

اسی طرح مجمع البحار کے مصنف امام محمد طاہر اپنی کتاب کے تکملہ میں لکھتے ہیں۔ وھذا ایضاً لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہ اراد لا نبی ینسخ شرعہ (ص ۸۵)

یعنے لا نبی بعدی والی حدیث نزول عیسےٰ کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ایسا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔

امام شعرانی کی شہادت

اسی طرح امام شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواھر کی جلد ۲ ص ۲۲ میں لکھتے ہیں

فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانما ارتفع نبوۃ التشریع - - - - - - - - وقولہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی

یعنے مطلق نبوت منقطع نہیں ہوئی۔ بلکہ تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایسے اقوال کا کہ لا نبی بعدی ولا رسول یہی مطلب ہے۔ کہ شریعت جدیدہ لے کر کوئی نبی آپ کے بعد مبعوث نہیں ہو سکتا۔

ان حوالجات سے ثابت ہے۔ کہ علماء کا یہ کہنا۔ کہ چونکہ امت محمدیہ کا کسی نبی کے نہ آنے پر اجماع ہے۔ اس لئے مرزا صاحب اپنے دعویٰ نبوت میں سچے نہیں سخت مغالطہ دہی ہے۔ کیونکہ اس بات پر ہرگز اجماع نہیں ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ؛

اجماع کی تعریف

علاوہ ازیں اجماع کی تعریف یہ ہے۔ اتفاق المجتھدین من ھذہ الامۃ فی عصر علی امر شرعی (مسلم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۶)

یعنے اس امت کے مجتہدین کا ایک شرعی مسئلہ پر کامل متفق ہو جانا۔ اب اگر احمدیت کے مخالفین سمجھتے ہیں۔ کہ نبوت کے مسدود ہو جانے پر امت محمدیہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ امت کے مجتہدین کا اس مسئلہ پر متفق ہونا ثابت کریں لیکن ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکینگے۔ بلکہ امام احمد حنبل صاحب تو فرماتے ہیں۔ من ادعی الاجماع فھو کاذب (مسلم الثبوت جلد ۲ ص ۱۲۰)

یعنے جو شخص یہ دعوےٰ کرے۔ کہ فلاں عقیدہ پر امت محمدیہ کا اجماع ہو چکا۔ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ کیونکہ اجماع کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی موقعہ پر تمام مجتہدین امت کا ایک مسئلہ پر اتفاق ثابت کرنا محال ہے۔

پس نبوت کے مسدود ہونے پر امت محمدیہ کا ہرگز اجماع نہیں۔ اس کے مقابل ایسے بیسیوں شواہد موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کے انبیاء مبعوث ہو سکتے ہیں۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی پر فخر کرنے والے قرآن مجید کو شرعی کتاب ماننے والے اور اس کی اشاعت و ترویج کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود کا دعوےٰ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی نبی تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

یک قدم دوری ازاں عالی جناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

نیز فرماتے ہیں

"یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ کہ جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں۔ کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں۔ اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتدار اور متابعت سے باہر جاتا ہوں۔ یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں یہی ہمیشہ سے یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں"

(آخری مکتوب بنام اخبار عام)

غرض جس قسم کی نبوت کے قائل امت محمدیہ کے اولیاء تھے۔ اسی نبوت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ کیا اور ہر حق پسند کا فرض ہے۔ کہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرے

انبیاء علیہم السلام کیوں مبعوث کئے جاتے ہیں؟

بہترین انعام

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جسمانیات میں اللہ تعالےٰ کی بہترین نعمت بادشاہت ہے۔ اور روحانیات میں اس کا بہترین انعام نبوت۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتا ہوا خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ انہوں نے اپنی قوم سے کہا۔ یا قوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً وآتاکم ما لم یؤت احداً من العالمین اے میری قوم اللہ تعالےٰ کے بے پایاں انعامات کا شکر کرو۔ اس نے تم میں اپنے انبیاء مبعوث فرمائے۔ اور بادشاہت بھی دی گویا دینی اور دنیاوی دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے اس نے اپنی عنایات کو تم پر کامل فرما دیا۔

خیر الامم ہونے کا تقاضا

اس حقیقت کے پیش نظر جب مسلمانوں کا یہ عقیدہ دیکھا جائے۔ کہ اب باب نبوت مسدود ہو چکا ہے۔ تو سخت حیرت و استعجاب ہوتا ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتا۔ اس بہترین انعام کو روک دینے کی وجہ کیا ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ مسلمان بالاتفاق امت محمدیہ کو خیر الامم قرار دیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمة للعالمین مانتے ہیں۔ قرآن مجید کو تمام کتب سماویہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جو سلوک اللہ تعالےٰ کی رحیمیت کا امت محمدیہ سے ہے۔ وہ اپنی شان میں یگانہ اور بے مثل ہے۔ جب اس امت پر خدا تعالےٰ کی اس قدر رحمتیں ہیں۔ تو لازماً نعمت نبوت سے بھی اسے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر تعجب آتا ہے۔ جب مسلمان یہ کہتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل باوجود امت محمدیہ سے کم درجہ رکھنے کے اللہ تعالےٰ کی اس نعمت سے محروم نہ کئے گئے۔ مگر امت محمدیہ رفیع المرتبہ ہونے کے باوجود محروم ہے۔ اور نہ صرف نعمت نبوت سے محروم ہے بلکہ اسمیں دجال پیدا ہوتے رہیں گے۔

اسی امر کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "اے نادانو۔ کیا اس امت کی ایسی ہی پھوٹی ہوئی قسمت اور ایسے ہی بدطالع ہیں۔ کہ اس کے حصہ میں تیس دجال ہی رہ گئے۔ دجال تو تیس مگر طوفان صلیب کو فرو کرنے کیلئے ایک بھی مجدد نہ آسکے۔ زہے قسمت۔ خدا نے پہلی امتوں کے لئے تو پے در پے نبی اور رسول بھیجے۔ لیکن جب اس امت کی نوبت آئی۔ تو اس کو تیس دجال کی خوشخبری سنائی گئی۔ اور پھر یہ بھی ثابت شدہ پیشگوئی ہے۔ کہ آخرکار اس امت کے علماء بھی یہودی بن جائیں گے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ اب تک لاکھوں آدمی مرتد ہو چکے۔ جنہوں نے دین اسلام کو ترک دیا۔ پس کیا اس درجہ کی ضلالت تک ابھی خدا خوش نہ ہوا۔ اور اس کے دل کو سیری نہ ہوئی۔ جبتک اس نے خود اسی امت میں سے صدی کے سر پر ایک دجال بھیج نہ دیا۔ خوب امت مرحومہ ہے" (نزول المسیح صفحہ ۳۳)

پس امت محمدیہ کا خیر الامم ہونا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افضل الرسل اور سید المرسلین بننا۔ قرآن مجید کا خاتم الکتب اور کامل الٰہی شریعت ہونا۔ اس امر کا تقاضی ہے۔ کہ یہ امت بھی روحانیات میں اللہ تعالےٰ کے انعام نبوت سے سرفرازی حاصل کرے۔

حالت زمانہ

وہ لوگ جو اس زمانہ میں بعثت رسل کے مخالف ہیں۔ اگر زمانہ کے حالات پر غور کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ دنیا کی موجودہ حالت اس امر کی متقاضی ہے۔ کہ کوئی آسمان سے نور ہدایت لے کر آئے۔ اور شمع روحانیت ظلمستان کفر کو روشن کر دے۔ تو اس امر کو سمجھنا بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اگر زمانہ بزبان حال ایک روحانی مصلح کا طلبگار ہے۔ اور یقیناً ہے۔ تو یہ کہنا۔ کہ روحانی مصلح نہیں آسکتا سخت غلطی ہے۔ زمانہ کے حالات جب نبی کی بعثت کے متقاضی ہوں تو نبی کی بعثت سے انکار کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی باب نبوت مسدود سمجھا جا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید میں وہ ضرورتیں بتا دی گئی ہیں۔ جنکی موجودگی کسی نبی کی بعثت کا تقاضا کرتی ہے۔ اور وہ ضرورتیں موجودہ زمانہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ نبی بھی مبعوث ہو

پہلی ضرورت

نبی کی بہت بڑی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب شرک پھیل جائے اور توحید گم ہو جائے۔ چنانچہ پہلے انبیاء کی بعثت کی بڑی غرض تردید شرک اور قیام توحید ہی ہوتی تھی چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولقد بعثنا فی کل امة رسولاً ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت (النحل ع ۵) ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجے جو یہ پیغام پہنچاتے رہے، کہ خدا کے پرستار بنو۔ اور بتوں کی پرستش سے اجتناب کرو۔ پھر فرمایا۔ وما لکم لا تؤمنون بالله والرسول یدعوکم لتؤمنوا بربکم (الحدید ع ۱) اے لوگو تم خدا پر کیوں ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ رسول تمہیں اس پر ایمان لانے کے لئے بار بار کہتا ہے۔

گویا نبی کی حقیقی اور اولین غرض توحید کا قیام اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا موجودہ زمانہ میں اس کی ضرورت ہے نہیں۔ ہر شخص کو اس کی ضرورت کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ لیس ضروری تھا۔ کہ خدا تعالےٰ اپنا نبی مبعوث کرتا۔

دوسری ضرورت

پھر نبی کے مبعوث ہونے کی اس وقت ضرورت ہوتی ہے جب مذہبی امور میں بے حد اختلاف پیدا ہو جائے۔ تاکہ نبی ان میں فیصلہ کر سکے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فبعث الله النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معهم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیه۔ خدا انبیاء کو تبشیر و انذار کے ساتھ اس لئے بھیجتا ہے۔ تاکہ اختلافات مذہبی کا قطعی فیصلہ کریں۔ اور اس اصل کے ماتحت بھی اگر غور کیا جائے گا۔ تو موجودہ زمانہ میں ایک نبی کی بے حد ضرورت محسوس ہوگی۔ اس وقت اور تو اور خود مسلمانوں میں مذہبی لحاظ سے شدید اختلاف ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے ماتحت متعدد فرقے پیدا ہو چکے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا تھا۔ کہ جب مسیح موعود آئے گا۔ تو حکم عدل ہو کر آئے گا اس میں اسی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ موعود قوموں کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اور براہین نیرہ سے دکھائے گا۔ کہ صداقت کس طرف ہے۔ اب جبکہ یہ ضرورت بھی زمانہ میں موجود ہے۔ تو ماننا پڑتا ہے۔ کہ اس وقت خدا کی طرف سے کوئی مامور آنا چاہیئے

تیسری ضرورت

جب دنیا حق و حکمت سے بے بہرہ ہو جاتی ہے۔ تو نبی کا مبعوث ہونا ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے نبی کا ایک کام یہ بتایا ہے یعلمهم الکتاب والحکمة اب دیکھ لو۔ یہ ضرورت بھی زمانہ میں نظر آتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ ایمان ثریا پر چلا جائیگا قرآن اٹھ جائیگا۔ اور علماء بدترین مخلوق ہو جائیں گے۔ اسلئے آپ نے صریح طور پر بتایا۔ کہ ایسے وقت ایک نبی آئیگا۔ کیونکہ نبی اسی وقت آتا ہے۔ جب تلاوت آیات اور تعلیم کتاب اللہ کی ضرورت ہو اور یہ ضرورت مسلمانوں نے قرآن کریم کو پس پشت ڈال کر پیدا کر دی ہے۔ چنانچہ اہلحدیث ۱۴ جون ۱۹۱۲ء نے لکھا۔ "سچی بات یہ ہے۔ کہ ہم سے قرآن بالکل اٹھ چکا ہے۔ فرضی طور پر ہم قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر واللہ دل سے اسے معمولی اور بہت معمولی کتاب جانتے ہیں"۔

جب سچی بات یہی ہے۔ تو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ایسے موقع پر الٰہی ارشادات کے ماتحت ایک نبی بھی مبعوث ہونا چاہیئے ؎

تمدن اسلام

اتحاد و اتفاق کے متعلق

اسلام کا پیش کردہ نظریہ

اتفاق کی اہمیت و ضرورت

دنیا میں کوئی ملک کوئی قوم بلکہ کوئی صاحب عقل فرد نظر نہ آئیگا۔ جو باہم اتحاد و اتفاق کی اہمیت کو محسوس ...ہو۔ اور اس کا حامی نہ ہو۔ دنیا میں جس قدر مذاہب ...ہیں۔ ان سب کے ماننے والے اس کی ضرورت تسلیم ...ہیں۔ پھر ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگ یہ مانتے ہیں ...کہ اتحاد نہایت ضروری چیز ہے۔ لیکن اگر دیکھا جائے ...دنیا میں عام طور پر یہ چیز مفقود نظر آئیگی۔ اور بہت ...سے لوگ ہونگے۔ جن میں حقیقی اتحاد و اتفاق پایا ...جاتا ہو۔

دنیا میں اتفاق نہ ہونے کی وجہ

اگر اس امر پر غور کیا جائے کہ اتفاق و اتحاد کی اہمیت ...محسوس کرنے کے باوجود دنیا کیوں عملی طور پر کاربند نظر ...نہیں آتی۔ تو اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ سب ...سب اتفاق و اتحاد کو اچھی چیز بلکہ زندگی کے لئے ...ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن اسلام کے سوا کسی ...نے نہیں بتایا۔ کہ اتفاق چیز کیا ہے اور اسے ...کس طرح قائم رکھا جا سکتا ہے۔

اسلام سے قبل دنیا کی حالت

اسلام سے قبل اگرچہ دنیا بہت سی تمدنی اصطلاحات ...سے شناسا ہو چکی تھی۔ لیکن اس کی مثال ایسی ہی تھی ...جیسے ایک ابتدائی درجہ کا طالبعلم بعض الفاظ تو سیکھ لیتا ہے ...اور ان کا ایک خاص مفہوم بھی اپنے ذہن میں قائم کر لیتا ...ہے لیکن ان کے مفہوم کے متعلق معرفت تامہ اور حقیقی ...علم سے اس وقت تک آگاہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک ...اس حد تک تکمیل علم نہ کرے۔ اسی طرح دنیا اتحاد و ...اتفاق کے الفاظ سے گو واقف تھی۔ اور عام طور پر یہ ...خیال پایا جاتا تھا کہ یہ ایک نہایت ضروری چیز ہے ...لیکن یہ کسی کو معلوم نہ تھا۔ کہ یہ کس طرح پیدا ہو سکتا ...ہے اور اس کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔ اس کی حدود ...کیا ہیں اور دنیا میں اختلاف کس حد تک ناگزیر ہے۔ ...اسلام نے جہاں انسانی تمدن کے دیگر پہلوؤں میں راہنمائی کی۔ ان کی وضاحت کی۔ اور انہیں ایک ایسی شکل و صورت میں داخل تمدن کیا۔ جو قابل عمل اور سہل الحصول تھی۔ وہاں اس کے متعلق بھی ایک جدید اور اچھوتا نظریہ پیش کیا

اتفاق کیا ہے

اتفاق وفق سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری کے بالکل مطابق ہو جانا۔ اور آپس میں اس طرح مل جانا کہ ان کی علیحدگی نہ ہو سکے بلکہ ایک ہی چیز نظر آنے لگے جس طرح شکر پانی میں حل ہو کر اس کا جزو بن جاتی ہے گویا انسانوں میں اتفاق کے یہ معنی ہونگے۔ کہ ایک کی رائے نیت۔ اور فوائد دوسرے کے ساتھ مل جائیں۔ یہی وہ مفہوم تھا۔ جو اتفاق کا اسلام سے قبل دنیا میں سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی کے پیش نظر اس کے قیام کی کوششیں کی جاتی تھیں۔

ناممکن الحصول مفہوم

لیکن ظاہر ہے کہ کوئی سے دو انسانوں کا بالکل ایک ہو جانا ناممکنات سے ہے۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ مختلف اقوام اور ممالک کے لوگوں کے اخلاق۔ عادات۔ آراء و افکار۔ ان کی امنگیں اور ارادے۔ اوضاع و اطوار وغیرہ ایک ہو سکیں۔ مختلف ممالک اور اقوام کے متعلق ایسا قیاس تو ایک طرف رہا۔ دنیا میں کوئی دو شخص بھی ایسے نہ ملینگے۔ جو ہر لحاظ سے ایک نظر آئیں۔ کیونکہ اختلاف ایک فطری چیز ہے اور زیست انسانی کے لئے اشد ضروری۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے قبل اتفاق و اتحاد کا جو مفہوم سمجھا جاتا تھا۔ وہ چونکہ غلط اور غیر فطری تھا۔ اس لئے اس کا قیام بھی غیر ممکن ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ تمام ادیان اسے ضروری ٹھیراتے آئے ہیں۔ لیکن کسی نے بھی اپنے ماننے والوں کے اندر صحیح طور پر اسے پیدا کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کی

اسلام کا پیش کردہ نظریہ

اسلام نے آکر اتفاق کے متعلق دنیا کے خیالات کی اصلاح کی قرآن مجید میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے جو عام طور پر اتفاق سے دنیا میں لیا جاتا ہے۔ اعتصام بحبل اللّٰہ کے الفاظ استعمال کئے گئے۔ جن کے معنے مختلف ارواح کا ایک مرکز پر جمع ہو جانے کے ہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں شقاق۔ اختلاف اور تفرقہ کے الفاظ رکھے۔ جن کے معنی مرکز سے دوری اور علیحدگی اور فاصلہ پر جا پڑنے کے ہیں۔ اور اس طرح اللّٰہ تعالیٰ نے اتفاق کی حدود بیان فرما دی ہیں۔ اور بتا دیا ہے کہ لوگ کس حد تک آپس میں متفق و متحد ہو سکتے ہیں۔

قرآن پاک کا ارشاد

قرآن کریم میں اللّٰہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا یعنی سب کے سب اللّٰہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ گویا بتایا۔ کہ بجائے اس کہ اپنے ذاتی اختلافات اور آراء و افکار میں ہم آہنگی اور یکسانیت پیدا کرنے میں لگے رہو۔ تمہیں چاہیئے کہ اللّٰہ تعالیٰ کی جو رسی ہے۔ یعنی قرآن پاک۔ سب کے مل کر اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ اس کے احکام پر عمل کرو۔ اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ روحانی مدارج میں ترقی اور دنیوی عروج و کمال کے لئے جس حد تک تمہارا باہمی اتفاق ضروری ہے۔ وہ خود بخود تمہارے اندر پیدا ہو جائیگا۔

قرآن کریم اور دیگر مذاہب میں فرق

قرآن شریف نے دیگر مذاہب کی طرح یہ نہیں کہا کہ تم آپس میں متفق ہو جاؤ۔ ایک ہو جاؤ۔ یا جڑ جاؤ۔ بلکہ کہا۔ کہ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا۔ سب کے سب اس آسمانی رسہ کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔ اور اس طرح ہو جاؤ۔ جس طرح ایک درخت کی مختلف شاخیں تنے کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ جب اس کے ساتھ تمہارا تعلق ہو جائے گا۔ تو تم سب کا آپس میں بھی تعلق ہو جائیگا۔ اور اتفاق و اتحاد کی جو غرض ہے۔ وہ بھی پوری ہو جائیگی۔ پھر تم ایک دوسرے کے آراء و افکار خیالات۔ عادات۔ اوضاع و اطوار اور امیال و عواطف میں یکسانیت اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی سعی لاحاصل کی زحمت سے بھی بچ جاؤ گے۔

مسلمانوں کے اتفاق کا نتیجہ

غور کرو۔ کیا ہی پاکیزہ تعلیم ہے۔ اور کیسی معقول اور قابل عمل۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام سے قبل کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جس کے ماننے والوں میں ایسا اتفاق و اتحاد پیدا ہو سکا ہو۔ جیسا اس زمانہ کے مسلمانوں میں ہوا۔ جب وہ قرآن کریم کے اس اصل پر کاربند ہوئے۔ ان کے اندر ایسا اتحاد اور یک رنگی پیدا ہوئی۔ جو نہ صرف اپنی مثال آپ ہی تھی۔ بلکہ اس نے دنیا کا نقشہ بدل ڈالا۔ اور دنیا کے تمدن و معاشرت بلکہ ذہنیتوں میں بھی تغیر عظیم پیدا کر دیا۔ جب اپنی بدقسمتی سے انہوں نے حبل اللّٰہ کو چھوڑ دیا۔ تو پراگندہ و پریشان ہو گئے اور یہاں تک ان کی حالت پہنچ گئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ تاکہ پھر حبل اللّٰہ کی طرف متوجہ کریں۔

نظارتوں کے اعلانات

صدر انجمن احمدیہ کے امیدواران ملازمت کو اطلاع

صدر انجمن احمدیہ کے صیغہ جات میں ملازمت کے لئے جن امیدواران نے پریزیڈنٹ صاحب جنرل کمیشن برائے فاقد صدر انجمن احمدیہ کی خدمت میں درخواستیں بھیجی ہوئی ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امیدواران کے انٹرویو کے لئے کمیشن کے ممبر صاحبان ۱۲ اگست کو قادیان تشریف لا رہے ہیں۔ پریزیڈنٹ صاحب نے مندرجہ ذیل امیدواران کو انٹرویو کیلئے اسی تاریخ کو قادیان بلایا ہے۔ ان امیدواران سے علاوہ اگر درخواست کنندہ اصحاب میں سے کوئی صاحب اپنے خاص حقوق سمجھتے ہوں۔ اور ان کا نام فہرست ہذا میں درج نہ ہو۔ تو وہ بھی تاریخ مذکورہ پر حاضر ہو کر انٹرویو میں شامل ہو سکتے ہیں۔ تمام امیدواران کے پاس ان کی تعلیم و تجربہ کے متعلق اصل سرٹیفکیٹ بوقت انٹرویو موجود ہونے چاہئیں۔

امیدواران مختار عام

(۱) محمد علی صاحب ساکن نواں پنڈ بلیداراں۔ ضلع لاہور
(۲) محمد حیات خانصاحب بھر ملتان
(۳) علی حسین صاحب پٹواری ضلع لاہور
(۴) عبیداللہ صاحب معرفت مولوی محمود خانصاحب پرائمری سکول چیچا وطنی
(۵) عطاء اللہ خانصاحب چک کھوکھر ضلع سیالکوٹ
(۶) چوہدری نادر علی صاحب شیخ پور ضلع گجرات
(۷) غلام علی صاحب پٹواری تلونڈی ضلع گوجرانوالہ
(۸) حق نواز خانصاحب مہاجر قادیان
(۹) لعل خانصاحب رائٹس نویس کھاریاں ضلع گجرات

امیدوار کلرک

(۱) اصغر علی صاحب پنشنر ہیڈ کلرک قادیان
(۲) احمد الدین صاحب سکنہ لدھے والا ضلع گوجرانوالہ
(۳) امیر عالم صاحب۔ بی۔ اے معرفت شیخ ظفر حسین صاحب سب انسپکٹر تھانہ صدر پٹیالہ
(۴) میر اللہ بخش صاحب تسنیم راہوالی ضلع گوجرانوالہ
(۵) حیدر علی صاحب معرفت مرزا عبدالحق صاحب پلیڈر گورداسپور
(۶) حکم دین صاحب معرفت حاکم علی صاحب بیاگلپور
(۷) مولوی عبدالرحمٰن صاحب معرفت نظارت اعلیٰ قادیان
(۸) پیر خلیل احمد صاحب قادیان
(۹) عزیز اللہ خان صاحب محلہ پکا باغ انبالہ شہر
(۱۰) عبدالرحمٰن صاحب ولد محمد حیات خان صاحب ملتان
(۱۱) میاں عبدالمالک صاحب معرفت میاں عبدالغنی صاحب سکنہ انجالہ۔ ضلع گورداسپور
(۱۲) عطاء الرحمٰن صاحب معرفت نظارت تعلیم و تربیت قادیان
(۱۳) شیخ عطاء الٰہی صاحب قادیان
(۱۴) عبدالرب خانصاحب کارکن نظارت تبلیغ
(۱۵) مرزا عبدالرؤف صاحب معرفت ڈاکٹر مرزا عبدالقیوم صاحب مزنگ لاہور
(۱۶) غلام رسول صاحب سکنہ گولیکی ضلع گجرات
(۱۷) فضل احمد صاحب بریٹ ضلع گورداسپور
(۱۸) مرزا محمد صادق صاحب سکنہ کھدریالہ ضلع گجرات
(۱۹) محمد حمید احمد صاحب قادیان
(۲۰) ایس محمد حسین صاحب معرفت ایس اسداللہ شاہ صاحب لودہانہ
(۲۱) شیخ محمد حسین صاحب معرفت سکرٹری انجمن احمدیہ ملتان شہر
(۲۲) محمد عمر صاحب معرفت چوہدری فتح محمد صاحب سیال قادیان
(۲۳) محمود احمد صاحب ناصر سرساوا ضلع سہارنپور
(۲۴) محمد یعقوب صاحب معرفت قاری محمد امین صاحب قادیان
(۲۵) محمد حنیف خان صاحب چک ۲۲۶ ضلع لائل پور
(۲۶) محمد عبداللہ صاحب قریشی قادیان
(۲۷) محمد عثمان صاحب فیروز پور
(۲۸) محمد شفیع صاحب ڈنڈ پور ضلع سیالکوٹ
(۲۹) محمد اسحاق صاحب معرفت حاجی عبدالمجید صاحب ریاست پٹیالہ
(۳۰) محمد اسحٰق صاحب ولد مولوی قطب الدین صاحب قادیان
(۳۱) نظیر احمد صاحب ناروال ضلع سیالکوٹ
(۳۲) محمد نظیر صاحب معرفت مرزا شریف احمد صاحب قادیان
(۳۳) فضل الرحمٰن صاحب پسر شیخ فضل کریم صاحب مرحوم قادیان
(۳۴) غلام محمد صاحب معرفت نظارت مقبرہ بہشتی قادیان

(ناظر اعلیٰ ۱۳ جولائی)

عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ
صرف ۳۱ دسمبر ۱۹۳۲ء تک کے لئے

جماعت احمدیہ ٹوپی ضلع پشاور

جنرل سکرٹری } خانزادہ حیدر خان صاحب
سیکرٹری تعلیم } ٹوپی
سیکرٹری امور عامہ خوشحال خانصاحب پنشنر صوبیدار
سیکرٹری امور خارجیہ ملک عبدالجبار خانصاحب نمبردار
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ منشی مجید اللہ خانصاحب
سیکرٹری مال بابو محمد منیر صاحب سب پوسٹ ماسٹر
امین

جماعت احمدیہ مالیر کوٹلہ

پریزیڈنٹ منشی محمد نواب خان صاحب ثاقب
سیکرٹری مال مرزا محمد عبداللہ بیگ صاحب
اسسٹنٹ سیکرٹری مال منشی خیر الدین صاحب

جماعت احمدیہ لائلپور

صدر شیخ محمد محسن صاحب کمیشن ایجنٹ لائلپور
نائب صدر چوہدری عنایت اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی ایگریکلچرل اسسٹنٹ لائل پور
جنرل سیکرٹری چوہدری عطاء محمد صاحب لائل پور
جائنٹ سکرٹری قاضی عبدالحق صاحب بی۔ اے
سیکرٹری تبلیغ خان عبدالواحد خان صاحب۔ ایم۔ ایس
سیکرٹری تعلیم و تربیت قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل لائل پور
فنانشل سیکرٹری شیخ محمد کریم صاحب دوکاندار بازار لائل پور
سیکرٹری وصایا خان عبدالواحد خان صاحب۔ ایم۔ ایس سی۔ ایگریکلچرل اسسٹنٹ لائل پور

جماعت احمدیہ رزمک

جنرل سیکرٹری }
سیکرٹری محصل } ڈاکٹر نذیر احمد صاحب آئی۔ ڈی
سیکرٹری تبلیغ } رزمک

(ناظر اعلیٰ ۲۲ جولائی)

نسل اسمٰعیل اور بائبل

عیسائی صاحبان کی عجیب عادت ہے۔ حقائق کا انکار
ت کا اعتراف ان کا شیوہ ہے۔ حضرت مسیح ناصری
حسب عقیدۂ نصاریٰ و اہل اسلام بغیر باپ کے
اس لئے وہ یہودی قاعدہ کے مطابق نسل اسرائیل
نہیں ہو سکتے۔ لیکن عیسائی اصحاب حضرت مسیحؑ کو
د کا وارث اور ذریت ابراہیم کا ایک فرد ثابت
لئے عجیب حیلوں بہانوں سے کام لیتے ہیں۔ مرقس
انجیل متی و انجیل لوقا میں جو مسیح کا نسب نامہ لکھا
دوسرے کے سخت خلاف ہے۔ متی اگر مسیحؑ کو
اکتالیسویں نسل میں بیان کرتا ہے تو لوقا انہیں
سیم سے ۵۶ ویں نمبر پر ظاہر کرتا ہے۔ اس کھلے
رکیک تاویلیں کی جاتی ہیں۔ کہیں نام بگاڑے جاتے
کہیں یوسف النجار کو مسیح کے نسب نامہ میں اپنے
کے خلاف داخل کر دیا جاتا ہے۔ غرض یہ سب کچھ ہیں
متناقض بسر و چشم منظور ہے۔ کیونکہ انجیل کے راوی
کی تاریخی حیثیت نہایت مخدوش ہے۔ اسے ذکر
دنیا جہاں کے دلائل۔ قومی تواتر۔ نسلی امتیازات
کے تطابق کے باوجود اہل عرب کا نسل اسمٰعیل ہونا
مردود ہے۔ تا کہیں سید ولد آدم حضرت محمد مصطفٰے
علیہ و آلہٖ وسلم کا فرزند ابراہیم ہونا ثابت نہ ہو جائے
دوست ٹھنڈے دل سے غور کریں تو انہیں معلوم
کی پوزیشن کس قدر کمزور ہے۔

میں حضرت مسیح ناصری کے اپنے رنگ میں نسل ابراہیم
انکار نہیں۔ اور نہ ہمیں ان کے نسب میں طعن کرنا
بلکہ یہ بتانا مقصود ہے۔ کہ سیدنا حضرت خاتم النبیین
علیہ و آلہٖ وسلم اور جملہ اہل عرب ذریت ابراہیم ہیں
پر جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی
ایک مضمون "الفضل" ۱۶ر جون میں شائع ہو چکا
اس جگہ صرف بائیبل کی ایک قطعی شہادت پیش
کتفا کرتا ہوں۔ پولوس رسول لکھتا ہے:۔
ابراہیم کے دو بیٹے تھے۔ ایک لونڈی سے دوسرا
گر لونڈی کا لڑکا جسمانی طور پر اور آزاد کا لڑکا
سبب سے پیدا ہوا۔ ان باتوں میں تمثیل پائی
لئے کہ یہ عورتیں گویا دو عہد ہیں۔ ایک کوہ

سینا پر کا۔ جس سے غلام ہی پیدا ہوتے ہیں اور وہ ہاجرہ ہے۔ اور ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے۔ اور موجودہ یروشلم اس کا جواب ہے کیونکہ وہ اپنے لڑکوں سمیت غلامی میں ہے" (گلتیوں ۴/ ۲۲، ۲۵)

اس اقتباس میں صریح لفظوں میں عرب کو حضرت ہاجرہ کی اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اولاد قرار دیا گیا ہے۔ پس اب مسیحیوں کا اعتراض سراسر باطل اور دھوکہ ہے۔ باقی رہا یہ خیال کہ حضرت ہاجرہ لونڈی تھی۔ اور اس کی اولاد غلام ہے۔ لہٰذا ابراہیمی وعدوں کی حقدار نہیں۔ نہایت ہی ناپاک خیال ہے۔ تورات اس کی تردید کرتی ہے۔ عقل انسانی اس کو دھکے دیتی ہے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام سے خدائی وعدے اس کو جھٹلا رہے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں۔ کہ غیرت الٰہی نے عیسائیوں کا منہ بند کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے جد امجد حضرت یوسف کو اسماعیلیوں کا غلام بنایا۔ چنانچہ لکھا ہے "انہوں (یوسف کے بھائیوں) نے یوسف کو کھینچ کے کوئیں سے باہر نکالا۔ اور اسماعیلیوں کے ہاتھ بیس روپے کو بیچا۔ اور وے یوسف کو مصر میں لائے۔" (پیدائش ۳۷/ ۲۸)

اب اگر بفرض محال حضرت اسماعیل کی اولاد غلام ہے۔ تو بنو اسرائیل ان غلاموں کے بھی غلام ہیں۔ لہٰذا وہ ابراہیمی وعدوں کے بالکل ہی حقدار نہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ غلامی کا اعتراض باطل ہے۔ اور عرب کا نسل ابراہیم ہونا خود بائیبل کی نص سے ثابت ہے۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری)

مکتوب بنام مولوی محمد علی صاحب

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
ذیل کا خط بذریعہ ڈاک ۲۲ر جولائی ۱۹۳۲ء کو جناب مولانا محمد علی صاحب ایم اے۔ امیر غیر مبایعین لاہور کی خدمت میں ارسال کیا گیا ہے۔ ممکن ہے۔ کسی وجہ سے یہ خط ان کو نہ ملے۔ اس لئے حفظ ماتقدم کے طور پر میری درخواست ہے۔ کہ ازراہ کرم اس کو الفضل میں بغرض اتمام حجت شائع کر کے ممنون فرمائیں

(خاکسار سید عبد المجید آف منصوری)

جناب والا نے اپنی تفسیر القرآن کے صفحہ ۱۰۰۵ نوٹ ۲۴۲ میں جو یہ ارقام فرمایا ہے۔ کہ "اسی طرح وہ لوگ جنہوں نے آج ایک نئی نبوت قائم کرنے کی کوشش میں جہاں تک صحابہ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ کہ یہ لکھ دیا ہے۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلعم کی کامل فرمانبرداری نہیں کی۔ اسی لئے ان میں سے کوئی نبی نہ بنا" اس خط کشیدہ عبارت کو میں نے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں پیش کر کے دریافت کیا۔ کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جنہوں نے بقول مولوی صاحب صحابہ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ تو سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اور آپ کا نام لے کر فرمایا کہ ان کی اور ان کے ہم خیالوں میں سے اکثر لوگوں کی یہ عادت ہے۔ کہ اپنے مخالف کی تحریروں کا اپنی منشاء کے مطابق غلط نتیجہ نکال کر فریق بالمقابل کو بدنام کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نوٹ بھی اسی قسم کا ہے۔ یہ جواب اگرچہ تسلی بخش ہے۔ کیونکہ مجھے ذاتی طور پر بھی یہ تجربہ ہو چکا ہے۔ کہ کس طرح اڈیٹر صاحب پیغام اور ان کے ایک نامہ نگار سید اختر حسین صاحب نے میرے خط کے ایک فقرہ کا غلط مفہوم پیش کر کے بذریعہ پیغام نہ صرف مجھے ہی بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ بلکہ ہمارے واجب الاحترام حضرت امام علیہ السلام پر بھی نہایت کمینہ اور غیر شریفانہ حملے کر کے اپنی عادت قدیمہ کا ثبوت دیا ہے۔ انما اشکوا بثی و حزنی الی اللہ و افوض امری الی اللہ تاہم احتیاطاً مناسب معلوم ہوا۔ کہ اس نوٹ کے متعلق براہ راست جناب والا سے بھی دریافت کر لوں کہ "وہ لوگ" کون ہیں جنہوں نے خط کشیدہ عبارت کو لکھ کر صحابہ کی شان میں گستاخی ہے۔ براہ کرم جلدی جواب عنایت فرمائیں ۳۱ر جولائی تک انتظار کرنے کے بعد اس حوالہ کے متعلق میری کسی کارروائی پر آپ کا گلہ شکوہ لاحاصل ہو گا۔ والسلام

خاکسار

سید عبد المجید (امیر جماعت منصوری) از قادیان دارالامان

ترجیح شاہی

آجکل اٹاوہ میں امپریل کانفرنس ہو رہی ہے۔ اس کی کارروائی سمجھنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ترجیح شاہی یا "امپریل پریفرنس" کا مفہوم ذہن نشین کر لیا جائے۔ کیونکہ زیادہ تر یہی مضمون ہے۔ جو وہاں زیر بحث ہو گا۔ اور اس کا اثر ہندوستان پر بھی پڑنے والا ہے۔

جنگ عظیم سے ایک سبق

۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم سے دولت برطانیہ کو جہاں اور بہت سے سبق ملے۔ وہاں ایک یہ بھی نصیحت قابل ہوئی۔ کہ سیاسی اقتدار قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اقتصادی اقتدار بھی حاصل کیا جائے۔ یعنے سلطنت برطانیہ کو اپنی دنیاوی ضروریات پوری کرنے کے لئے دوسرے ممالک کا مرہون منت نہیں رہنا چاہیئے۔ بلکہ اپنی حدود کے اندر ہی تمام ضروریات پورا کر لینے کی قابلیت پیدا کر لینی چاہیئے۔

اقتصادی خودمختاری حاصل کرنیکے ذرائع

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی کہ ممالک محروسہ کو زراعتی سرگرمیوں پر آمادہ کرے اور اپنی مصنوعات کو کھپانے کے لئے ان میں منڈیاں کھولے۔ دوسرے یہ کہ "آزاد تجارت" کو فروغ دیا جائے۔ یعنی سلطنت برطانیہ میں اشیائے درآمد و برآمد بغیر ترجیحی محصول کے آ اور جاسکیں اب تیسرا طریقہ اس کے پیش نظر ہے یہ ہے کہ مملکت برطانیہ میں آزاد تجارت کی پالیسی پر عمل کیا جائے لیکن دوسرے ممالک کی اشیاء کے آگے ترجیحی محصولوں کی ایک دیوار کھڑی کر دی جائے۔ تاکہ ملک میں ان ممالک کی اشیاء کی قیمت بڑھ جائے۔ لوگ ان کو نہ خریں اور اپنی سلطنت کی اشیاء کو ہی ترجیح دیں۔ اس پالیسی کو "امپیریل پریفرنس" یا شاہی ترجیح کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور شاہی ترجیح

اب اوٹاوہ میں مندوبین اس لئے جمع ہو رہے ہیں کہ وہ غور کریں کہ اس پالیسی کو کس طریق سے اور کس حد تک رائج کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے قابل غور سوال یہ ہے کہ شاہی ترجیح سے ہندوستان کو کس حد تک فائدہ پہنچ سکتا ہے اور آیا یہ ہمارے لئے مفید ہوگا کہ ہم غیر ممالک کی اشیاء کے آگے محصولات کی ایک دیوار کھڑی کر دیں۔

ماہرین کی آراء

اس مسئلہ پر ماہرین اقتصادیات کا اختلاف ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان کو بھی شاہی ترجیح پر عمل کرنا چاہئے وہ محض جذباتی وجوہات پیش کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ہندوستان کو اقتصادی طور پر بھی خودمختار ہونا چاہیئے اور اس کو اپنی تمام ضروریات اپنے ملک کے اندر ہی پوری کر لینی چاہئیں۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا واقعہ میں ایسا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ ہر ملک کی آب و ہوا اور قدرتی ذرائع مختلف ہیں۔ اور وہ مختلف اشیاء پیدا کرنے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتے ہیں ہر ملک میں ہر چیز پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسی مشکل کو حل کرنے کے لئے "بین الاقوامی تجارت" قدرتی طور پر ظہور پذیر ہو جاتی ہے اور اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ایک ملک ان اشیاء کے ساتھ کہ جن کی پیداوار میں اس کو نسبتاً زیادہ فائدہ ہے دوسرے ملک کی ان اشیاء کے ساتھ تجارت کرے کہ جن کی پیداوار میں اس کو نسبتاً زیادہ فائدہ ہے۔ پس اگر قانونِ تحفظ کے ذریعہ اشیاء آمدہ کی اس قدرتی روانی کو روک دیا جائے۔ تو ہماری محنت اور ہمارا سرمایہ منفعت بخش راستوں سے ہٹ کر غیر منفعت بخش راستوں میں رواں ہونا شروع ہو جائیگا۔ اور یہ کسی صورت میں بھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے ہمارے ملک کے لوگ تباہ ہو جائینگے سرمایہ ضائع جائیگا اور محنت رائگاں جائیگی۔

حکومت ہند کا مکتوب

۲۲ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو ہندوستان کی حکومت نے سیکرٹری آف سٹیٹ کو ایک طویل خط لکھا جس میں شاہی ترجیح کے نقصانات بیان کئے۔ مختصر طور پر وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ہماری اشیاء کا نرخ غیر ممالک میں نسبتاً کم ہے اس لئے وہ بہت نفع پر بک جاتی ہیں۔ اگر ان کی برآمد میں کوئی روک ڈال دی جائے تو ملک کو نقصان ہوگا۔ نہ صرف اس لئے کہ ہماری اشیاء اور کہیں بک نہ سکینگی بلکہ اس لئے بھی کہ دوسرے ممالک کے ساتھ ہماری ایک اقتصادی تگ و دو شروع ہو جائیگی جو کسی صورت میں بھی پسندیدہ نہیں۔

۲۔ ہمارا ملک مقروض ہے اور ہر سال ۴۰ ملین[1] سٹرلنگ کی رقم اس کے ذمہ ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری اشیاء کی درآمد بہت زیادہ ہے بہ نسبت برآمد کے۔ پس مساوات قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی اشیاء کی برآمد کو جتنا ہو سکے "تیز" کریں۔ اور جہاں بھی وہ نفع پر بک سکیں۔ ہمیں بھیجنی چاہئیں۔ اس کے لئے آزادانہ تجارت لازمی ہے

۳۔ ہماری درآمد یا برآمد کی اشیاء میں سے کوئی بھی ایسی نہیں کہ جس کے لئے اگر ترجیح شاہی کی پالیسی پر عمل کیا جائے تو ہمارے ملک کو فائدہ پہنچے گا۔ صرف تبا کو یا کافی ایسی اشیاء ہیں۔ کہ جن کی تجارت چمکانے کے لئے اگر غیر ممالک کی انہی چیزوں پر محصول زیادہ کر دیا جائے تو کچھ فائدہ ہو سکتا ہے لیکن یہ فائدہ برائے نام ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں ان اشیاء کی درآمد کے محصول میں ایک بھاری کمی واقع ہو جائے گی۔

بہت سے ماہرین اقتصادیات اس بات پر متفق ہیں کہ شاہی ترجیح کی پالیسی سے ہندوستان کو نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ کوئی نقصان۔ اگر کوئی فائدہ ہے بھی تو وہ برائے نام دیکھئے مالیات کے ماہرین کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

خاکسار عبدالرحیم شبلی بی کام (لیڈر) قادیان

[1] یہ ۱۹۳۰ء کے زمانہ کی رقم ہے اب تو یہ بہت بڑھ گئی ہے

کشمیر کے نظام حکومت میں مضحکہ...

معلوم ہوا ہے۔ کہ جو دو نئے وزیر گورنمنٹ ... تعینات کئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ایک شیخ ع... صاحب منسٹر کے عہدہ کے انچارج ہونگے۔ ... مشہور منفعت مزاج مسٹر جارڈین کو سبکدوش کر ... ٹھاکر کرتار سنگھ ریونیو منسٹر جو شیخ عبدالقیوم ... طرح عارضی بنائے گئے تھے۔ جوں کے توں ... بنے رہیں گے درانحالیکہ تمام ریاست میں آپ ... مسلمان احتجاج کی صدا بلند کر کے بتا چکے ہیں ... مسلم آزاری میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ انہیں ذ... پر نہ رہنے دیا جائے۔ علاوہ ازیں ٹھاکر صاحب ... استعداد کے لحاظ سے بھی وزیر بننے کے مستحق ... کیونکہ آپ صرف انٹرنس پاس ہیں۔ اور گلانسی ... کے روسے گراجویٹ ہی وزیر بوزارت سے با... کے لئے موزوں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا مسلمانان جموں ... عظیم الشان اجتماع میں یہ قرارداد منظور کی ... ہز ایکسیلنسی وائسرائے۔ مہاراجہ کشمیر۔ اور ... کی خدمت میں درخواست کی جائے۔ کہ ٹھاکر ... کو مستقل منسٹر بحال رہنے دینا اور مسٹر جارڈین ... کر دینا ہے تاکہ مسلمانان ریاست کے ساتھ ... ناانصافی ہے۔ (نامہ نگار)

ریاست کے متعصب افسر

مسلمانان جموں کے ایک عظیم الشان اجتماع ... ذیل قرارداد باتفاق منظور کی گئی۔

کرنل بلدیو سنگھ۔ یودھراج منصف اور ... ہندو مجسٹریٹ علاقہ میرپور اور راجوری میں ... مسلمانوں کے ساتھ تعصب اور غیر منصفانہ طر... پیش آ رہے ہیں۔ جو ان علاقوں کے مسلمانوں ک... ناقابل برداشت ہے۔ لہٰذا باتفاق قرار پایا۔ کشمیر کے ان متعصب حکام کے خلاف صدا... بلند کر کے استدعا کی جائے۔ کہ یا تو منصف... وہاں بھیجے جائیں۔ اور ایک ایک مسلمان افسر ... کے ساتھ تعینات کیا جائے۔ اور مقدمات ... بنچ کے سپرد کئے جائیں۔

(نامہ نگار)

تبلیغ کرنے والوں کیلئے ضروری مشورہ

جناب فوق صاحب ٹلا باغ بلوچستان سے لکھتے ہیں۔ جناب کی کتاب رہنمائے تبلیغ
مطالعہ کیا طبیعت بہت خوش ہوئی آپکی محنت واقعی قابل داد ہے میں کوئی امیر آدمی نہیں ہوں،
تقریباً ۱۲ کتب کی قیمت جلد ہی آپ کو ارسال کرونگا۔ تاکہ آپ لائبریریوں میں یا جا بجا
احباب کو مفت دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی بے شمار نعمتوں سے متمتع کرے اور آپکی ہمت اور
کوشش کو بار آور کرے واقعی آپ نے مفید کام سرانجام دیا ہے" ہیں جناب فوق صاحب اور
سے اہل وسعت تبلیغ کا جوش اور تڑپ رکھنے والے احباب کی خدمت میں گزارش کرونگا
مفت تقسیم کا کام آپ خود کریں اپنی اپنی مقامی پبلک لائبریریوں میں خود رکھائیں غیر احمدیوں
اشتہارات یا ٹریکٹوں کی طرح مفت تقسیم نہ کی جائے اس طرح ایک کتاب ایک آدمی کے
میں دیدینے سے محدود فائدہ ہوگا بلکہ احباب اپنے اپنے حلقۂ تبلیغ میں اپنے زیر تبلیغ
افسروں ہمسروں رشتہ داروں میں بغرض مطالعہ تقسیم کریں جب ایک شخص پڑھ چکے تو اس
سے کر دوسروں کو دیں اور جو شخص کتاب کا واپس کرنا گوارا نہ کرے تو اس کو کم سے کم قیمت
دیں اس طرح تبلیغ نہایت وسیع پیمانہ پر جاری رہیگی اور ایک ایک اکیلا صاحب توفیق احمدی
سینکڑوں ہزاروں بھولے بھٹکوں کو اس کتاب کے ذریعہ حق کی طرف رہنمائی کرنے میں
کامیاب ہوسکتا ہے اسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ نصاب تبلیغ مرتب کیا گیا ہے۔ اس
کے دلائل کی پختگی اور پسندیدگی اور جامعیت اور گوناگوں دلچسپیوں کا اس ذخیرہ کے
طبع ہو جانا اسی سے ظاہر ہے کہ جس فاضل غیر احمدی سے نہایت متانت اور مہذبانہ
مناظرانہ گفتگو کے سلسلہ میں یہ کتاب سوالاً جواباً بصورت مناظرہ لکھی گئی ہے وہ
ہمارے سلسلہ کا شدید ترین معاند تھا بالآخر فاضل موصوف نے تمام براہین اور صداقت
اعتراف کرتے ہوئے نہ صرف اس کے چھپوانے کی سفارش کی بلکہ اس کا سائن بورڈ یعنی
خود لکھ کر دیا جس میں انہوں نے اپنے فرقوں کے تمام حاسد علماء اور بہتر فرقوں کے علماء
کتاب کے دلائل کا جواب لانے کے لئے اس کے دیباچہ میں ایک زبردست چیلنج دیا ہے
جواب لانے کی آج تک کسی خرقہ کے عالم کو جرأت نہ ہوئی اس کتاب کے مضامین کے
فاضل موصوف کے دیباچہ سے چند حروف درج ذیل ہیں۔ ہر ایک اختلافی مسئلہ پر دلائل
سے درج کئے گئے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ایک بحر ذخار موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے
میں ایسا ربط و تسلسل پیدا کر دیا ہے کہ سارا مضمون ختم کئے بغیر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا
مذہبی مضامین روایتی طور پر دلچسپی سے عاری ہوتے ہیں یہ کتاب ان حقائق اور
دلائل میں ایک مکمل مقالہ ہے جو ختم کرنے کے لئے نہ جانے رفتن نہ پائے ماندن کا
کر دکھلاتی ہے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب میں وہ تمام باتیں خصوصیت
گئی ہیں جن کی روشنی میں تعصب کی پٹی کو اتار کر پھینک دینا پڑتا ہے میرا یقین ہے
ایک محیر العقول قبولیت حاصل کریگی۔ انشاء اللہ"

وسعت احباب بار بار وی پی طلب کرنے کی بجائے ایک دفعہ اکٹھی بذریعہ منی آرڈر
بذریعہ وی پی یا ریلوے پارسل منگوائیں۔ دس سے کم رقم بذریعہ منی آرڈر فی نسخہ ۱۲؍
بذریعہ وی پی فی نسخہ ۱۲؍ محصول بذمہ خریدار۔ دس سے زائد صرف فی نسخہ محصول

نوٹ:۔ مجلد کے ۴؍ زائد ہونگے جلد مضبوط اور خوبصورت ہوگی۔

سید طفیل محمد شاہ پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ سالار والہ
ڈاکخانہ چک ۱۲۶ پہار گنگ ضلع لائل پور پنجاب

اشتہاری دنیا

چونکہ بعض نااہلوں کی طفیل اپنا اعتبار کھو چکی ہے۔ اس لئے آج ہم آپکی تسلی کے لئے

اکسیر تسہیل ولادت

کے متعلق بیشمار آراء میں سے چند احباب کی آراء پیش کرتے ہیں

اکسیر تسہیل ولادت

آپ سے ایک دفعہ پہلے منگوا چکا ہوں۔ جو نہایت ہی مفید ثابت ہوئی۔ دو شیشیاں بذریعہ
وی پی اور بھیجکر مشکور فرمائیں۔ شیخ رحیم بخش امرتسر۔

اکسیر تسہیل ولادت

نے دنیا جادو اثر کام کیا ہے۔ کہ اگر مسیحا کے نام سے پکارا جائے تو بجا ہوگا درد وغیرہ سبھی تمام
تکالیف جو ولادت سے پیشتر ہوتی ہیں نہایت آسان ہو گئیں۔ اور خدا پاک کے فضل سے بچہ
نہایت آسانی سے پیدا ہو گیا۔ اور بعد کی تکالیف بھی بالکل دور ہو گئیں۔ اللہ پاک جناب کو جزائے خیر دے

اکسیر تسہیل ولادت

کو میں نے پہلی دفعہ گھر میں استعمال کروایا تو پرماتما کی کرپا سے بلا تکلیف بچہ پیدا ہوا حالانکہ
پہلا بچہ تھا مگر کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ لیکن دوسری دفعہ وقت آیا تو مجھ سے سستی ہوئی دوائی
منگوا نہ سکا اور اتنی تکلیف ہوئی۔ کہ ڈاکٹر کو بلوانا پڑا۔ اب پھر آپ سے اکسیر تسہیل ولادت منگوا کر
استعمال کروایا تو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی۔ منوہر لعل سرگودہا

اکسیر تسہیل ولادت

میں نے گھر میں استعمال کروائی خدا کے فضل سے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ عبد الواحد بریڈ

اکسیر تسہیل ولادت

یہاں پر چند مستورات نے استعمال کی ہے خدا کے فضل سے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ ایک
شیشی میرے گھر کے لئے بھی بہت جلد بھیج دیں۔ ظفر الحق پشاور

اکسیر تسہیل ولادت

ایک شیشی بہت جلد بھیج دیں۔ ایک بار پہلے بھی منگوائی گئی تھی۔ واقعی آپکی دوا بہت مفید ہے ڈاکٹر

اکسیر تسہیل ولادت

نے خداوند کریم کے فضل و کرم سے کوئی تکلیف نہ ہونے دی۔ اب میرے ایک مہربان افسر
کو ضرورت ہے۔ ایک شیشی اور بھیجدیں۔ محمد اکبر ٹیکسال

اکسیر تسہیل ولادت

نے اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنا خاص اثر دکھلایا۔ کہ میری عزیزہ لڑکی ہر
طرح کی تکلیف سے محفوظ رہی حالانکہ قبل ازیں ہر ایک ایسے موقعہ پر عزیزہ کو موت کا سامنا
ہوتا رہا ہے۔ اس دفعہ نہ تو قبل از پیدائش اور نہ ہی بعد از پیدائش کسی قسم کی تکلیف محسوس
ہوئی الحمد للہ فالحمد للہ علیٰ ذالک محمد عبد اللہ سرگودہا

غرض آپ کی تسلی کے لئے بیشمار آراء میں سے چند کے اقتباس آپ کے سامنے رکھدئے
ہیں۔ "اکسیر تسہیل ولادت" واقعی مستورات کے لئے نعمت خداداد ہے جس کے بر وقت استعمال سے
بفضل خدا بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد ولادت کے جو درد ہوتے ہیں وہ
بھی خدا کے فضل سے بالکل نہیں ہوتے۔ آپ یقین رکھیں اور صرف ایک اشتہاری دوائی سمجھ
کر اس کے خداداد فائدہ سے محروم نہ رہیں۔ قیمت معہ محصولڈاک اڑھائی روپے

مینیجر شفاخانہ ولیمنٹ سپلائی نواب والا محلہ سرگودہا

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور کے سول سرجن کپتان کولڈسٹریم آئی ایم ایس پر ۲۲ جولائی کو ایک مسلمان اردلی نے خنجر سے وحشیانہ حملہ کیا۔ اور وہ زخموں کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کپتان موصوف نے ایک ہندوستانی مریض کی جان بچانے کے لئے اپنا خون اس کے جسم میں داخل کیا تھا ایسے ہمدرد انسان سے ایسا ظالمانہ سلوک نہایت ہی شرمناک فعل ہے۔ قاتل گرفتار کر لیا گیا ہے۔

اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ وزیر اعظم فرقہ وار تصفیہ کا اعلان اگست کے پہلے ہفتہ میں کر دینگے۔ متوقع تصفیہ میں جداگانہ انتخاب کیلئے مسلمانوں کا مطالبہ منظور کر لیا گیا ہے اور پنجاب میں ۵۱ اور بنگال میں ۴۹ فیصدی نیابت مسلمانوں کو دی گئی ہے۔

کانپور میں ۲۲ جولائی کو پولیس نے ایک شخص جبر گینشو نامی کے مکان کی تلاشی لی اور اس کے مکان سے دس عدد سالم دیسی بم۔ پوٹاش گندھک اور آہنی منیخیں برآمد کیں۔ بم سازی اور خلاف قانون منشیات کی تیاری کا سامان بھی اس کے مکان میں پایا گیا۔ پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔

الہ آباد کی کانگرس کمیٹی نے ۲۱ جولائی کو کانگرس ہاؤس پر جو جنوری سے پولیس کے قبضہ میں ہے۔ قابض ہونے کی کوشش کی۔ اور شام کو پانچ بجے چھیالیس رضاکاروں نے جن میں سے بعض تیشوں اور ہتھوڑوں سے مسلح تھے۔ تین اطراف سے کانگرس ہاؤس پر حملہ کر دیا۔ پولیس نے انہیں فوراً گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد سترہ عورتوں اور بیس رضاکاروں کا اور دستہ آیا مگر اسے بھی گرفتار کر لیا گیا۔ نیز پولیس نے تیرہ رضاکار سٹیشن پر گرفتار کئے۔ جو حملہ میں حصہ لینے کے لئے آئے تھے۔

ملکۂ ہالینڈ نے آم کھانے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ اس پر عمدہ آموں کی کچھ تعداد ہوائی جہاز میں الہ آباد سے ہالینڈ بھیجی گئی۔ الہ آباد سے ۲۱ جولائی کی اطلاع ہے کہ آم وہاں عمدہ حالت میں پہنچ گئے اس تجربہ کی کامیابی اس خاص طریقہ پر منحصر ہے جو سرکاری باغات کے سپرنٹنڈنٹ نے آموں کا پیکنگ کرنے میں اختیار کیا تھا۔

یونان کے کونسل جنرل متعینہ ہند و برما کے متعلق کلکتہ سے ۲۲ جولائی کی خبر ہے کہ وہ ۲۰ جولائی کی صبح سے غائب ہیں پولیس ان کی تلاش میں مصروف ہے بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ دنوں سے کثرت کار کی وجہ سے ان کا دماغی توازن قائم نہیں رہا تھا۔

دہلی سے ۲۱ جولائی کی خبر ہے کہ ضلع حصار کے ایک گاؤں کے کسی بازیگر کو چوروں کے ایک گروہ نے جنگل میں قتل کر دیا۔ اور نعش کو اسی جگہ دبا کر اس کا بندر ساتھ لے کر قریب کے گاؤں میں چلے گئے بندر اس گاؤں کے ایک آدمی کو اشاروں سے اس جگہ لے گیا جہاں اس کا مالک مدفون تھا اور کھودنے کا اشارہ کیا کھودنے پر نعش برآمد ہو گئی اس پر نووارد اشخاص کو مشتبہ سمجھ کر گرفتار کر لیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے جرم کا اقبال کر لیا ہے۔ اور ان کا عدالت میں چالان کر دیا گیا ہے۔

جرمنی میں ہنگامی ضرورت کے ماتحت ڈکٹیٹرشپ کے قیام کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ کپتان وان پیپن چانسلر پروشیا کے سٹیٹ کمشنر اور ڈاکٹر براچی ان کے نائب مقرر ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں پروشیا پر ڈکٹیٹر کے اختیارات کے ساتھ حکومت کریں گے۔ ۲۱ جولائی کی اطلاع ہے کہ اس کے باعث جرمنی میں سخت کشیدگی رونما ہو گئی ہے۔ برلن اور برینڈن برگ میں جن ہنگامی احکام کا اعلان ہوا ہے۔ وہ مارشل لاء کے نفاذ سے کچھ ہی کم ہیں۔ کپتان وان پیپن پروشیا کے وزراء کو برطرف کر سکتے ہیں۔ سوشلسٹ خیالات رکھنے والوں کو علیحدہ کر سکتے ہیں نیز انہیں پولیس کی از سر نو تنظیم کرنے کا بھی اختیار حاصل ہے۔ چانسلر کے قصر کے سامنے احتیاطی طور پر مشین گنیں رکھ دی گئی ہیں۔ فوجی گارد میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور پروشیا کے متعدد حکام برطرف کر دئے گئے ہیں۔

روما سے ۲۰ جولائی کی خبر ہے کہ اطالیہ کے پانچ وزرائے حکومت یعنی وزیر خارجہ وزیر مالیات وزیر تعلیم وزیر بلدیات اور وزیر انصاف نیز متعدد نائب وزیر مستعفی ہو گئے ہیں سرکاری طور پر کابینۂ وزارت کی اس صورت حالات کی یہ توضیح کی گئی ہے کہ مسولینی ایک معین عرصہ کے بعد حکومت میں تبدیلی کو مفید سمجھتے ہیں تاکہ مختلف اشخاص کو وزارت کے فرائض سرانجام دینے کا موقع حاصل ہو۔ لیکن عام خیال یہ ہے کہ اس کی وجہ مسولینی کی لوزان کانفرنس میں اپنے مطالبات کے پورے طور پر کامیاب نہ ہونے کی مایوسی ہے۔

کلکتہ یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے ڈاکٹر رابندرنا[تھ] ٹیگور کو ۱۹۳۲-۳۳ء کے لئے لیکچرار مقرر کیا ہے اور ا[ن] کے لئے مذہب کا موضوع تجویز کیا گیا ہے۔

اوٹاوہ کانفرنس کا ۲۱ جولائی کو پارلیمنٹ کی عمارت میں اجلاس شروع ہوا۔ کینیڈا کے گورنر جن[رل] سرکاری تزک و احتشام کے ساتھ ایوان میں پہنچے۔ ا[و]ر ملک معظم کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد ملک معظم [کے] پیغام کے جواب میں اعلان وفاداری پڑھا گیا۔ جو کا[نفرنس] کے تمام مندوبین کی طرف سے پیش کیا گیا تھا۔ بع[د] ازاں کینیڈا کے وزیر اعظم مسٹر آر بی بینٹ اتفاق ر[ائے] سے صدر قرار پائے اور کانفرنس کی کارروائی شرو[ع]

پونڈری ضلع کرنال کے فرقہ وارانہ فساد کے [سلسلہ] میں ۵۰ ہندوؤں کے خلاف قتل وغیرہ کے الزامات [میں] سپیشل مجسٹریٹ نے ۲۱ جولائی کو ۴ ملزمان کو بری او[ر] کو سشن سپرد کر دیا۔ اب یکم اگست سے ان مقدمات [کی] سماعت سشن جج کی عدالت میں ہوگی۔

لائڈز بنک سے تین لاکھ روپیہ اڑا لے جا[نے] کی خبر دی جا چکی ہے تازہ اطلاع یہ ہے کہ وہ رو[پیہ] کراچی میں ایک مقامی ہوٹل کے کمرہ سے جس میں زیر [حراست] ملزم راسن فیلڈ رہتا تھا برآمد ہو گیا ہے

چوہدری جلال الدین صاحب بی اے اسس[ٹنٹ] پوسٹ ماسٹر جنرل لاہور ۲۰ جولائی کو لاہور میں وفا[ت] [پا گئے] آپ نہایت شریف اور اعلیٰ اخلاق کے انسان تھے۔

ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ پنجاب ایگریکلچر[ل] کالج لائل پور میں یکم اکتوبر ۱۹۳۲ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء تک کی تعلیم چھ ماہ کے لئے اردو میں دی جائیگی اور کو[ئی فیس] نہیں لی جائیگی داخلہ کے لئے کم از کم معیار قابلیت یونیورسٹی کا امتحان میٹریکولیشن پاس ہونا ہے [طلباء] کا انتخاب ہوگا۔ اقامت اور خورد و نوش کا انتظام خود کر[نا ہوگا] درخواستیں مجوزہ فارم پر پرنسپل کے نام یکم ستم[بر تک] جانی چاہئیں۔

دہلی سے ۲۲ جولائی کی اطلاع ہے کہ [پولیس] نے فتحپوری مسجد کے نزدیک ایک ایسے شخص [کو جس پر] انقلاب پسند ہونے کا شبہ کیا جاتا ہے گرفتار کر [لیا ہے۔ بیان] کیا جاتا ہے کہ گرفتار شدہ شخص کا نام دھرمپال [ہے جو] گذشتہ کئی ماہ سے مفرور تھا۔

دریائے چناب میں زبردست طغیانی